فطرت کا قرآنی تصور

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

نام کتاب	:	فطرت کا قرآنی تصوّر
خطاب	:	ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ترتیب و تدوین	:	جاوید القادری
مطبع	:	منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور
نگرانِ طباعت	:	محمد جاوید کھٹانہ (منہاجین)
اشاعت اوّل	:	جنوری 1985ء (2,000)
اشاعت دوم	:	جنوری 1986ء (4,000)
اشاعت سوم	:	مئی 1987ء (5,000)
اشاعت چہارم	:	جون 1999ء (1,100)
اشاعت پنجم	:	اکتوبر 2004ء
تعداد	:	1,100
قیمت	:	-/15 روپے

❀❀❀

نوٹ: ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے آڈیو / ویڈیو کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لئے تحریکِ منہاج القرآن کے لئے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاج القرآن پبلیکیشنز)

sales@minhaj.biz

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَونَینِ وَالثَّقَلَینِ

وَالْفَرِیقَینِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی-۱) ۴-۱/۸۰ پی آئی ڈی مورخہ ۳۱ جولائی ۸۴، گورنمنٹ آف بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۱۲۰ ای جنرل وایم ۹۷۰/۴ -۷۳ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء، شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کی چٹھی نمبر ۶۷-۲۴۴۱۱ این-۱/۱ اے ڈی (لائبریری) مورخہ ۳۰ اگست ۸۶ء اور آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر مظفر آباد کی چٹھی نمبر س ت / انتظامیہ / ۹۲/۸۰۶۱-۶۳ مورخہ ۲ جون ۹۲ء کے تحت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب ان صوبوں میں تمام کالجوں اور سکولوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فطرت کے قرآنی تصور کو جاننے سے پہلے ضروری ہے کہ لفظ فطرت کا معنی و مفہوم اچھی طرح سمجھ لیا جائے یہ لفظ لغوی اعتبار سے متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور فطر سے مشتق ہے۔امام راغب اصفہانیؒ "المفردات فی غریب القرآن" میں لکھتے ہیں۔

اصل الفطر الشق طولا یقال فطر فلان کذا فطرًا
(المفردات فی غریب القرآن:۳۸۲)

فطر اصلاً لمبائی کے لحاظ سے پھاڑنے یا کھول دینے کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ فلاں نے کسی چیز کو اس طرح پھاڑ دیا یا کھول دیا۔

شق و انشراح مذموم بھی ہو سکتا ہے اور محمود بھی۔اگر کھولنا اور پھاڑنا کسی ناپسندیدہ صورت حال، عیب اور منفی علامت پر دلالت کرے تو اسے فطور کہتے ہیں۔ آسمانوں کے وصف تخلیق اور بیان ماہیت کے سلسلے میں سورۃ الملک میں ارشاد ربانی ہے۔

مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ہَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ (الملک، ۶۷:۳)

(اے دیکھنے والے) تو (خدائے) رحمٰن کی کاریگری (اور نظام) میں کوئی فرق نہ دیکھے گا۔ ذرا دوبارہ آنکھ اٹھا کر دیکھ، کیا تجھ کو کہیں کوئی خلل (کوئی رخنہ) نظر آتا ہے۔

اور اگر یہ کسی مثبت علامت پر دلالت کرے تو اسے انفطار کہتے ہیں سورۃ المزمل میں مذکور ہے۔

السَّمَآءُ مُنۡفَطِرٌۢ بِہٖ ؕ کَانَ وَعۡدُہٗ مَفۡعُوۡلًا (المزمل، ۷۳:۱۸)

(اور) جس (دن کی دہشت) سے آسمان پھٹ جائے گا (یاد رکھو کہ) اس کا وعدہ (پورا) ہو کر رہے گا۔

یہاں انفطار کا ذکر قیامت کی صورت میں وعدۂ الٰہی کے ایفاء کی علامت کے طور پر ہوا ہے

اسی طرح کہا جاتا ہے۔

"فطرت الشاة" (میں نے بکری کو دو انگلیوں سے دوھا) یہاں لفظ فطر دودھ کے حصول کی علامت کے طور پر استعمال ہوا ہے گویا یہ اس کا مثبت مفہوم ہے اور پہلا منفی جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔

امام اصفہانیؒ لکھتے ہیں

"ومنه الفطرة وهو ايجاده الشي و ابداعه على هيئة مترشحة لفعل من الافعال"

اور اسی سے لفظ فطرۃ نکلا ہے فطرت کسی چیز کو ایسی حالت پر پیدا کرنے اور قائم کرنے کو کہتے ہیں جو کسی نہ کسی فعل کو ظاہر کرنے والی ہو۔

اسی طرح لفظ فطر روزہ افطار کرنے کے لئے بولا جاتا ہے اس میں دو امور کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

ا۔ ایک یہ کہ افطار میں سابقہ حالت جو کہ ترک طعام کی تھی کے مقابلے میں کھانے پینے کی صورت میں ایک نئی حالت یا نیا فعل وجود میں لایا جارہا ہے اور

۲۔ دوسرے یہ کہ افطار کے ذریعے منشاء ایزدی کی تعمیل و تکمیل ظہور پذیر ہو رہی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو فطرت میں بھی دو معنی پائے گئے۔ ایک عدم سے وجود میں لانے کا اور دوسرا منشاء الٰہی کی تکمیل کا۔

اگر قرآن حکیم کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ قرآن میں اس کا استعمال انہی دو معنوں کی رعایت کے ساتھ خلقت یا اصول تخلیق کے مفہوم کی نشاندہی کرتا ہے۔ مذکورہ بالا دو معنوں پر روشنی ڈالنے سے پہلے چند قرآنی آیات ملاحظہ ہوں جن سے فطرت کا مفہوم تخلیق ظاہر ہوتا ہے۔

پہلے معنی کے پیش نظر قرآن مجید اس امر کو واضح کرتا ہے کہ ہر انسان کا آغاز

حالت عدم ہی سے ہوا ہے ارشاد ربانی ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا

(الدھر ۷۶:۱)

بے شک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز ہی نہ تھا۔ (اس کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ پھر ایک نطفہ کی شکل اختیار کی اور تب کہیں بتدریج انسان بنا)۔

قدرت نے انسان کو عالم وجود میں پہلی مرتبہ ظہور بخشا۔ اس کی تائید صراحت کے ساتھ یوں ہوتی ہے۔

فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ

(بنی اسرائیل ۱۷:۵۱)

پھر وہ (اس حال میں) کہیں گے کہ ہمیں کون دوبارہ زندہ کرے گا' فرما دیجیے وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا تھا۔

یہاں فطر پہلی بار پیدا کرنے یعنی عدم سے وجود میں لانے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جب یہ طے ہو گیا کہ انسانی آغاز عدم سے ہوا ہے تو بسا اوقات آغاز' انجام کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔ لہذا انسان کے آغاز و ابتداء کا عدم پر مبنی ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا انجام بھی عدم ہے اسی لئے ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا لِيَ لَا اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

(یٰس ۳۶:۲۲)

اور (میں تو کہتا ہوں کہ) مجھے کیا ہوا کہ اس (رب) کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف (قیامت کے دن) تم سب کو لوٹنا ہے۔

اس ذات کی طرف پھر لوٹنے کا حکم یہ یاد تازہ کروا رہا ہے کہ بالآخر انسان اپنی پہلی حالت عدم ہی کی طرف گامزن ہے۔ گویا انسان کے اول و آخر دونوں عدم ہیں اور بقاو دوام

صرف ذات رب ذوالجلال کو حاصل ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ — ہر شئے اللہ کی ذات کے سوا فانی ہے۔

(القصص ۲۸:۸۸)

اسی لئے انسان کو اس کی حقیقت یاد دلاتے ہوئے فرمایا گیا۔

يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِىْ خَلَقَكَ — اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے رب کریم کے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا۔ جس نے (رحم مادر کے اندر ایک نطفہ میں سے) تجھے پیدا کیا

(الانفطار ۸۲:۹)

فطرت کے دوسرے معنی کے پیش نظر یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ انسانی تخلیق کا یہ باب جسے فطرت کے نام سے موسوم کیا جا رہا ہے محض اتفاقی امر نہیں بلکہ مشیت ایزدی اور ارادۂ الٰہی کی تکمیل کی نمایاں صورت ہے' سورہ یسین کی آخری آیت میں مذکور ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ — اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز (کو پیدا کرنے) کا ارادہ فرماتا ہے اس سے کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے

(یسین ۳۶:۸۲)

یہاں دو الفاظ قابل غور ہیں "کن" اور "فیکون"۔ کن صیغہ امر ہے یعنی عدم سے وجود میں لانے کا ارادہ۔ اس کا ظہور تو فی الفور ہو جاتا ہے کہ ہر شے اس کے ارادے سے ابتداء عالم وجود میں آ جاتی ہے لیکن فیکون مضارع کا صیغہ ہے جس میں حال و مستقبل دونوں زمانے بیک وقت پائے جاتے ہیں چنانچہ دونوں زمانوں کا کسی فعل میں جمع ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ فعل جاری رہے یعنی اس میں استمرار پایا جائے تو مطلب یہ ہوا کہ مرتبہ ظہور پا لینے کے بعد اس کا عمل پھر بھی جاری رہتا ہے گویا ہر شے ارادۂ الٰہی سے حالت عدم سے نکل کر وجود میں داخل ہوتی ہے اور پھر مشیت ایزدی کے مطابق وہ اپنے کمال و ارتقاء کی

منازل طے کرتی رہتی ہے جس کو علامہ اقبالؒ یوں بیان کرتے ہیں

کائنات ہے گویا کہ ناتمام ابھی
آ رہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

اس آیت سے یہ حقیقت بھی مترشح ہو گئی کہ انسانی تخلیق اتفاقیہ یعنی (Chance Creation) نہیں جیسا کہ بعض مغربی مفکرین کا خیال ہے بلکہ یہ ایک ارادی اور بامقصد عمل ہے اور اس بامقصد عمل کی غرض و غایت جس اصول کے ذریعے حاصل کی گئی ہے اسے فطرۃ اللہ کہتے ہیں۔

انسانی سطح پر بات کرتے ہوئے فطرۃ اللہ سے مراد انسانی تخلیق کا وہ لازوال کائناتی اور ہمہ گیر قانون ہے جس کے مطابق باری تعالیٰ نے بلاامتیاز تمام بنی نوع انسان کو مساوی حیثیت سے پیدا فرمایا اس کا اعلان برملا طور پر قرآن مجید میں یوں کیا گیا ہے۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (الروم، ۳۰:۳۰)

ایک ہی فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی تخلیق فرمائی اللہ کے اصول تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے

یہاں فطرت کی وہ تعریف پیش نظر رہے جسے ائمہ امت نے بیان کیا ہے۔

ھي ایجاد الشئ علی ھیئة مترشحة بفعل من الافعال (المفردات، ۳۸۲)

یعنی فطرت سے مراد کسی چیز کا ایسی ماہیت پر پیدا کیا جانا ہے جو مختلف افعال میں سے کسی نہ کسی فعل کو ظاہر کرنے والی ہو۔

گویا فطرت اللہ دو چیزوں کا نام ہے ایک تخلیق انسانی اور دوسری انتخاب فعل پر قدرت قرآنی الفاظ لا تبدیل لخلق اللہ (کہ تخلیق الٰہی کے اصول میں کوئی تبدیلی ممکن

نہیں)اس امر کو صریحاً بیان کر رہے ہیں کہ یہ قانون فطرت ہر انسان کے لئے خواہ کوئی بھی ہو مساوی ہے اس میں کسی کو کسی پر امتیاز حاصل نہیں۔

چنانچہ فطرت اللہ انسان کے اندر ودیعت شدہ وہ صلاحیت واستعداد ہے جس کی بنا پر وہ کسی بھی مثبت یا منفی طرز عمل کو اپنانے کا اختیار رکھتا ہے اور وہ منجانب اللہ اسی اختیار کے ساتھ معرض وجود میں آیا ہے۔ اگر انسان اس اختیار سے محروم ہو تو پھر خیر و شر یا نیکی و بدی کے انتخاب وارتکاب کی کوئی ذمہ داری نہیں رہتی اور مسؤلیت وبازپرسی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا اور اگر مسؤلیت یا جوابدہی کا جواز باقی نہ رہے تو بعث بعد الموت، حشر ونشر اور عالم عقبیٰ کی جزاوسزا کا سارا تصور معدوم ہو کر رہ جاتا ہے حالانکہ انسان اور حیات و ممات کی تخلیق کا مقصد یہی ہے کہ انسان قانون فطرت کے مطابق اس دنیا میں ہر سطح پر اخلاقی کمال کے حصول کے لئے مصروف عمل ہو اور اس کی اس آزادانہ جدوجہد سے اس کے مقام و مرتبہ کا تعین کیا جائے۔ سورۃ الملک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملک ۶۷:۲)	وہی ہے جس نے موت وزندگی کو پیدا کیا تاکہ تمھاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے۔

انسانی تخلیق کے اس مقصد سے غافل لوگوں کو تنبیہ فرمائی۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (المؤمنون ۲۳:۱۱۵)	سو کیا تم نے یہ خیال کر لیا تھا کہ ہم نے تمھیں بیکار (وبے مقصد) پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔

فطرت انسانی کے دو پہلو

۱۔ فطرت بالقوۃ

۲۔ فطرت بالفعل

فطرت بالقوۃ

اس سے مراد وہ فطری صلاحیتیں ہیں جو ہر انسان کے اندر خلقی طور پر مضمر ہوتی ہیں خواہ وہ جہاں بھی اور جس ماحول میں پیدا ہو۔

فطرت بالفعل

اس سے مراد وہ طبعی و نفسانی داعیات ہیں جن کا ظہور ہر انسان کی زندگی میں بالفعل ہوتا ہے۔

فطرت بالقوۃ چار امور کی جامع ہے۔

ا۔ اقرار الوہیت

انسان پیدائشی طور پر اس خالق کائنات کی الوہیت و ربوبیت کے اقرار کی طرف راغب ہوتا ہے اس کی بنیاد عالم ارواح کا وہ معاہدہ الست ہے جس میں تمام انسانوں نے اس کی ربوبیت کو تسلیم کیا عالم ارواح میں باری تعالیٰ نے ہر روح سے سوال کیا

قَالَ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے کہا ہاں تو ہمارا رب ہے۔

اس اقرار کا اثر شروع ہی سے ہر بچہ اپنے اندر لے کر پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ فجور و تقویٰ کا امتیاز

ہر شخص کی خلقی فطرت میں اچھائی اور برائی اور خیر و شر کے درمیان فرق کرنے کا داعیہ موجود ہوتا ہے جن معاشرتی تصورات و معتقدات میں اس کی پرورش ہوتی ہے اس کو مختلف معیارات امتیاز مہیا کرتے رہتے ہیں لیکن بنیادی داعیہ بہر صورت موجود رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض ناقابل تغیر اخلاقی اقدار کو انسان تاریخ کے ہر دور میں برابر تسلیم کرتا چلا آیا ہے قرآن حکیم میں اس امر کی طرف اس طرح اشارہ کیا گیا ہے۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا
(الشمس '۹۱:۸)

پس اس نے انسانی نفس کے اندر اس کی برائی اور اچھائی دونوں کا شعور ودیعت کر دیا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ
(البلد '۹۰:۱۰)

اور ہم نے اسے (خیر و شر کے) دو نمایاں راستے (بھی) دکھا دیئے۔

۳۔ بصیرت نفس

ارشاد ربانی ہے۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ
(القیٰمۃ '۷۵:۱۴)

بلکہ انسان خود بھی اپنی حالت پر مطلع ہوگا (اپنے افعال و اعمال سے خود ہی خوب آگاہ ہو جائے گا لیکن بہانے تراشنے سے باز نہ آئے گا)۔

خیر و شر کے امتیاز کے باعث انسان اپنی ذات کا خود محتسب بھی ہے اس کی نظر اپنے نفع و نقصان پر ہوتی ہے اس لئے اسے اپنے اعمال کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔

اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
(التحریم '۶۶:۷)

بے شک تمہیں تمہارے ہی کیے کی جزا دی جائے گی۔

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

وَ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ
(آل عمران '۳:۲۵)

اور جس جان نے جو کچھ بھی (اعمال میں سے) کمایا ہوگا اسے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

ان آیات سے انسان کے اپنے اعمال کے کسب و ارتکاب میں صاحب ارادہ و اختیار ہونے کا

بھی پتا چلتا ہے۔

۴۔ امانت کی ذمہ داری کا احساس

انسان کو منصب فاعل اخلاق کی جس امانت سے نوازا گیا ہے اس کی ذمہ داری کا احساس بھی انسان کے اندر خلقی طور پر موجود ہوتا ہے اس لئے فی الواقعہ انسان خود کو کبھی بھی اپنے افعال کے نتائج سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا اور جو لوگ دنیوی زندگی میں Determinism یعنی مجبوری کے فلسفوں کا سہارا لے کر خود کو ذمہ داری سے بری قرار دیتے ہیں اگر ان کے دل و دماغ کا تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت ظاہر ہو گی کہ وہ خود بھی ان فلسفوں پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ انہیں اپنے ان خود ساختہ فریب ہائے نظر کا احساس ہوتا ہے اور یہ سب کاوشیں محض اپنے جرائم پر پردہ پوشی کے لئے کی جاتی ہیں۔

مذکورہ بالا چار احساسات ہر انسان کے اندر خلقا موجود ہیں اور انہی کے مجموعے کا نام فطرت بالقوۃ ہے جسے فطرت سلیمہ یا فطرت اسلام بھی کہتے ہیں اسی کی طرف حدیث رسول مقبول ﷺ میں یہ واضح اشارہ ملتا ہے۔

ما من مولود یولد الا علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ	کوئی بچہ ایسا نہیں جو اس صحیح فطرت پر پیدا نہ کیا گیا ہو پس اس کے والدین اسے یہودی نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں
(صحیح البخاری، ۱:۱۸۱)	یعنی راہ حق سے بھٹکا دیتے ہیں۔

اور اسی فطرت اللہ کو قرآن "الدین القیم" کے نام سے تعبیر کرتا ہے فطرت انسانی کا دوسرا پہلو جسے فطرت بالفعل کہتے ہیں کا ذکر سورہ آل عمران میں اس طرح آیا ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ	لوگوں کے لئیے ان خواہشات کی محبت (خوب) آراستہ کر دی گئی ہے (جن میں) عورتیں اور اولاد اور سونے اور

وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ — چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی (شامل ہیں)۔

(آل عمران '۳: ۱۴)

یہ داعیات نفس ہیں جو جبلی طور پر تمام انسانوں میں موجود ہیں۔ اگر فطرت بالفعل کے یہ داعیات بغیر کسی پابندی حدود کے جس سمت میں چاہیں بڑھتے رہیں تو انسانی شخصیت اختلال کا شکار ہو جاتی ہے اور یہی میلانات بالآخر ایک منفی شخصیت کو جنم دیتے ہیں۔

فطرۃ بالقوۃ کے رجحانات کا غلبہ و اثر بالعموم انسان کے لاشعور پر ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسانی لاشعور ہر وقت نیکی کی طرف متوجہ اور بدی سے گریزاں ہوتا ہے جبکہ فطرۃ بالفعل کے داعیات کا نفوذ شعور کی سطح پر ہوتا ہے جہاں اخلاقی حکم سے انحراف کا میلان جنم لیتا ہے اگر ان میں باہم تضاد و تناقض ہے تو شخصیت مختل ہو جاتی ہے اور اگر یہ باہم سازگار ہو جائیں تو شخصیت اختلال و افتراق سے محفوظ ہو جاتی ہے لیکن یہ سازگاری دو طرح سے ممکن ہے یا تو شعور کے تقاضوں کو لاشعور کے تابع کر دیا جائے یا لاشعور کے تقاضوں کو شعور کے تابع کر دیا جائے۔ یہ کام دونوں میں سے کسی ایک کو فروغ دینے ہی سے ممکن ہوگا۔ اگر شعور کے نفسیاتی تقاضے لاشعور پر غالب آ گئے تو منفی رجحانات شخصیت کو غلط ڈگر پر گامزن کر دیں گے اور اس کے برعکس اگر لاشعور کے مثبت تقاضے شعور پر غالب آ جائیں تو شخصیت صحیح پیرائے میں ڈھل جاتی ہے لیکن اس کے لئے انسان کی فطرت بالقوۃ کو فروغ دینا ضروری ہے۔

چنانچہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد یہ بھی تھا کہ وہ اپنی پیغمبرانہ تربیت سے انسان کی فطرت بالقوۃ کے خلقی میلانات کو فروغ دے کر اس کی فطرت بالفعل کے طبعی میلانات کو ان کے تحت منضبط کر دیتے۔

اگر فطرت بالفعل یعنی انسان کے نفسانی داعیات اس کی فطرت بالقوۃ یعنی خلقی میلانات کے تحت منظم ہو جائیں تو شخصیت صالح اور مزکی ہو جاتی ہے اسی کو تزکیہ نفس کہتے

ہیں جس کے بارے میں قرآن یوں گویا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ہ (الشمس ۹۱:۹۰)

بے شک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کر لیا (اور اس میں نیکی کی نشو و نما کی) اور بے شک وہ شخص نامراد ہو گیا جس نے اسے (گناہوں میں) ملوث کر لیا (اور نیکی کو دبا دیا)۔

قرآن حکیم پنجگانہ فرائض نبوت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتا ہے۔

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ ۲:۱۵۱)

جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفسا و قلبا) پاک صاف کرتا ہے اور تمھیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمھیں وہ (اسرار معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

چنانچہ فطرت بالقوۃ کے اخلاقی تقاضے انسان کے اندر زندہ قوت بن کر فعال اور متحرک ہو جاتے ہیں تو اخلاقی فضائل کو انسانی شخصیت کے اندر دوام نصیب ہو جاتا ہے اس کا ذکر رسول خدا ﷺ نے اپنے مقصد بعثت کے حوالے سے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (شرح السنہ للبغوی ۱۳:۲۰۲)

میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی معرکہ آراء تصانیف ﴿مئی 2005ء تک﴾

A. قرآنیات

01. عرفان القرآن (ترجمہ پارہ 1 تا 20، 29، 30)
02. عرفان القرآن (ترجمہ پارہ 1 تا 15 مجلد)
03. تفسیر منہاج القرآن (سورۃ الفاتحہ، جزو اوّل)
04. تفسیر منہاج القرآن (سورۃ البقرہ)
05. حکمت استعاذہ
06. تسمیۃ القرآن
07. معارف الکوثر
08. فلسفہ تسمیہ
09. معارف اسم اللہ
10. مناهج العرفان فی لفظ القرآن
11. لفظ رب العالمین کی علمی و سائنسی تحقیق
12. صفت رحمت کی شان امتیاز
13. اسمائے سورۃ فاتحہ
14. سورۃ فاتحہ اور تصور ہدایت
15. اسلوب سورۃ فاتحہ اور نظام فکر و عمل
16. سورۃ فاتحہ اور تعلیمات طریقت
17. سورۃ فاتحہ اور انسانی زندگی کا اعتقادی پہلو
18. شان اوّلیت اور سورۃ فاتحہ
19. سورۃ فاتحہ اور حیات انسانی کا عملی پہلو (تصور عبادت)
20. سورۃ فاتحہ اور تعمیر شخصیت
21. فطرت کا قرآنی تصور
22. لا اکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ
23. "کنز الایمان" کی فنی حیثیت

B. الحدیث

24. الكنز الثمين فی فضيلة الذكر و الذاكرين
25. الأربعين فی فضائل النبی الأمين ﷺ
26. الأربعين: بُشرىٰ للمؤمنين فی شفاعةِ سيدِ المرسلين ﷺ
27. البدر التمام فی الصلوٰة علیٰ صاحبِ الدُّنوّ و المقام ﷺ
28. المِنهَاجُ السَّوِيُّ
29. الأربعين: القول الوثيق فی مناقب الصديق رضی اللہ عنہ
30. القَوْلُ الصَّوَابُ فِي مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رضی اللہ عنہ
31. رَوْضُ الْجِنَانِ فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ
32. السيف الجلی علیٰ منكر ولاية علی علیہ السلام
33. كَنْزُ الْمَطَالِبِ فِي مَنَاقِبِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ
34. الأربعين: الدرة البيضاء فی مناقب فاطمة الزهراء سلام الله عليها
35. الأربعين: مرج البحرين فی مناقب الحسنين عليهما السلام
36. القول المعتبر فی الإمام المنتظر علیہ السلام

C. ایمانیات

37. ارکان ایمان
38. ایمان اور اسلام
39. شہادت توحید

40. حقیقتِ توحید و رسالت

41. ایمان بالرسالت

42. ایمان بالکتب

43. ایمان بالقدر

44. ایمان بالآخرت

45. مومن کون ہے؟

46. منافقت اور اُس کی علامات

D. اِعتقادیات

47. عقیدۂ توحید اور حقیقتِ شرک

48. تصورِ بدعت اور اُس کی شرعی حیثیت

49. حیاۃُ النبی ﷺ

50. مسئلہ اِستغاثہ اور اُس کی شرعی حیثیت

51. تصورِ اِستعانت

52. عقیدۂ توسل

53. عقیدۂ شفاعت

54. عقیدۂ علمِ غیب

55. شہرِ مدینہ اور زیارتِ رسول ﷺ

56. ایصالِ ثواب اور اُس کی شرعی حیثیت

57. خوابوں اور بشارات پر اِعتراضات کا علمی محاکمہ

58. سُنّیت کیا ہے؟

59. منہاجُ العقائد

60. ایمان

61. اِحسان

62. البِدعَة عِندَ الأئِمّة وَ المُحَدِّثِین

E. سیرت و فضائلِ نبوی ﷺ

63. مقدمہ سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد اوّل)

64. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد دُوم)

65. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد سوم)

66. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد چہارم)

67. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد پنجم)

68. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد ششم)

69. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد ہفتم)

70. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد ہشتم)

71. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد نہم)

72. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد دہم)

73. سیرتِ نبوی ﷺ کا علمی فیضان

74. سیرتِ نبوی ﷺ کی تاریخی اہمیت

75. سیرتِ نبوی ﷺ کی عصری و بین الاقوامی اہمیت

76. قرآن اور سیرتِ نبوی ﷺ کا نظریاتی و اِنقلابی فلسفہ

77. قرآن اور شمائلِ نبوی ﷺ

78. نورِ محمدی: خِلقت سے وِلادت تک (میلاد نامہ)

78. میلادُ النبی ﷺ

80. تاریخِ مولدُ النبی ﷺ

81. مولدُ النبی ﷺ عند الأئمة و المحدثين

82. فلسفۂ معراجُ النبی ﷺ

83. حسنِ سراپائے رسول ﷺ

84. اَسمائے مصطفیٰ ﷺ

85. خصائصِ مصطفیٰ ﷺ

86. شمائلِ مصطفیٰ ﷺ

87. برکاتِ مصطفیٰ ﷺ

88. معارف الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ

F. ختم نبوت

G. عبادات

H. فقہیات

I. رُوحانیات

J. اوراد و وظائف

K. علمیات

L. اقتصادیات

M. جہادیات

N. فکریات

O. اِنقلابیات

181. نظامِ مصطفیٰ (ایک اِنقلاب آفریں پیغام)
182. حصولِ مقصد کی جدّ و جہد اور نتیجہ خیزی
183. پیغمبرانہ جد و جہد اور اُس کے نتائج
184. پیغمبرِ اِنقلاب اور صحیفۂ اِنقلاب
185. قرآنی فلسفۂ عروج و زوال
186. باطل قوتوں کو کھلا چیلنج
187. سفرِ اِنقلاب
188. مصطفوی اِنقلاب میں طلبہ کا کردار
189. سیرت النبی ﷺ اور اِنقلابی جدّ و جہد
190. مقصدِ بعثت انبیاء علیہم السلام

P. سیاسیات

191. سیاسی مسئلہ اور اُس کا اِسلامی حل
192. تصوّرِ دین اور حیاتِ نبوی ﷺ کا سیاسی پہلو
193. نیو ورلڈ آرڈر اور عالمِ اِسلام
194. آئندہ سیاسی پروگرام

Q. قانونیات

195. میثاقِ مدینہ کا آئینی تجزیہ
196. اِسلامی قانون کی بنیادی خصوصیات
197. اِسلامی اور مغربی تصوّرِ قانون کا تقابلی جائزہ
198. اِسلام میں سزائے قید اور جیل کا تصور

R. شخصیات

199. پیکرِ عشقِ رسول: سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ
200. فضائل و مراتب سیدنا فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ
201. حبِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم
202. سیرتِ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
203. سیرتِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
204. سیرتِ سیدۂ عالم فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا
205. شاہ ولی اللہ محدث دِہلوی اور فلسفۂ خودی
206. حضرت مولانا شاہ اَحمد رضا خاں (بریلوی) کا علمی نظم
207. اِقبالؒ کا خواب اور آج کا پاکستان
208. اِقبالؒ اور پیغامِ عشقِ رسول ﷺ
209. اِقبال اور تصوّرِ عشق
210. اِقبال کا مردِ مومن

S. اِسلام اور سائنس

211. اِسلام اور جدید سائنس
212. تخلیقِ کائنات (قرآن اور جدید سائنس کا تقابلی مطالعہ)
213. اِنسان اور کائنات کی تخلیق و اِرتقاء
214. اَمراضِ قلب سے بچاؤ کی تدابیر
215. شانِ اَولیاء (قرآن اور جدید سائنس کی روشنی میں)

T. عصریات

216. اِسلام میں اِنسانی حقوق
217. حقوقِ والدین
218. اِسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام
219. عصرِ حاضر کے جدید مسائل اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری

U. عربی کتب

220. معهد منهاج القرآن
221. التصوّر الإسلامي لطبيعة البشرية
222. نهج التربية الإجتماعية في القرآن الكريم

223. التصوّر التشریعی للحکمْ الإسلامی

224. فلسفةُ الإجتهاد و العالم المعاصر

225. الجریمة فی الفقهِ الإسلامی

226. منهاجُ الخطبات للعیدینِ و الجمعات

227. قواعدُ الإقتصادِ فی الإسلام

228. الإقتصاد الأربوی و نظام المصر فی الإسلام

V. انگریزی کتب

229. Irfan-ul-Qur'an (English Translation of the Holy Qur'an, Part 1)
230. Sirat-ur-Rasul ﷺ, vol. 1
231. The Ghadir Declaration
232. The Awaited Imam
233. Creation of Man
234. Islamic Penal System and its Philosophy
235. Beseeching for Help (*Istighathah*)
236. Islamic Concept of Intermediation (*Tawassul*)
237. Real Islamic Faith and the Prophet's Stature
238. Greetings and Salutations on the Prophet (ﷺ)
239. Spiritualism and Magnetism
240. Islam on Prevention of Heart Diseases
241. Islamic Philosophy of Human Life
242. Islam in Various Perspectives
243. Islam and Christianity
244. Islam and Criminality
245. Qur'anic Concept of Human Guidance
246. Islamic Concept of Human Nature
247. Divine Pleasure
248. Qur'anic Philosophy of Benevolence (*Ihsan*)
249. Islam and Freedom of Human Will
250. Islamic Concept of Law
251. Philosophy of Ijtihad and the Modern World
252. Qur'anic Basis of Constitutional Theory
253. Islam - The State Religion
254. Legal Character of Islamic Punishments
255. Legal Structure of Islamic Punishments
256. Classification of Islamic Punishments
257. Islamic Philosophy of Punishments
258. Islamic Concept of Crime
259. Qur'an on Creation and Expansion of the Universe
260. Creation and Evolution of the Universe
261. Virtues of Sayyedah Fatimah (سلام اللہ علیہا)

مفکرِ اسلام مفسرِ قرآن

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

کی معرکۃ الآراء تصانیف جو اسلامی تہذیب و ثقافت کی تمامتر علمی و فکری وجاہت کی مظہر ہیں اور ذہن جدید میں یقین کے چراغ روشن کر رہی ہیں۔
قرآنیات، سیرت و فضائل، اعتقادیات، الٰہیات، روحانیات، اخلاقیات، عبادات، تعلیمات، اقتصادیات، جہادیات، فکریات، انقلابیات، سیاسیات، قانونیات، شخصیات، سائنس اور عصری موضوعات پر مشتمل اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا درد رکھنے والے ہر صاحب ایمان کے گھر، ہر تعلیمی ادارے اور ہر کتب خانے کی ضرورت ہیں۔

نوٹ: فہرست اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں (ادارہ)

ملنے کا پتہ:

365۔ ایم بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور 3-5168514-5169111

16-B المالک پلازہ عقب جہانگیر پارک داؤد پوتا روڈ کراچی -7214439

البلال پلازہ چاندنی چوک مری روڈ راولپنڈی -455348

B-27 فرخ پلازہ المرکز G-9 کراچی کمپنی اسلام آباد 7-2525571

زکریا چیمبرز۔ صدر روڈ پشاور کینٹ

سیکرٹری تحریک فاضل چوک میرپور آزاد کشمیر

احمد بلڈنگ علمدار روڈ کوئٹہ